WWW.PAKSOCIETY.COM

افسانہ

رفعت سراج

تجسیم سے تقسیم تک

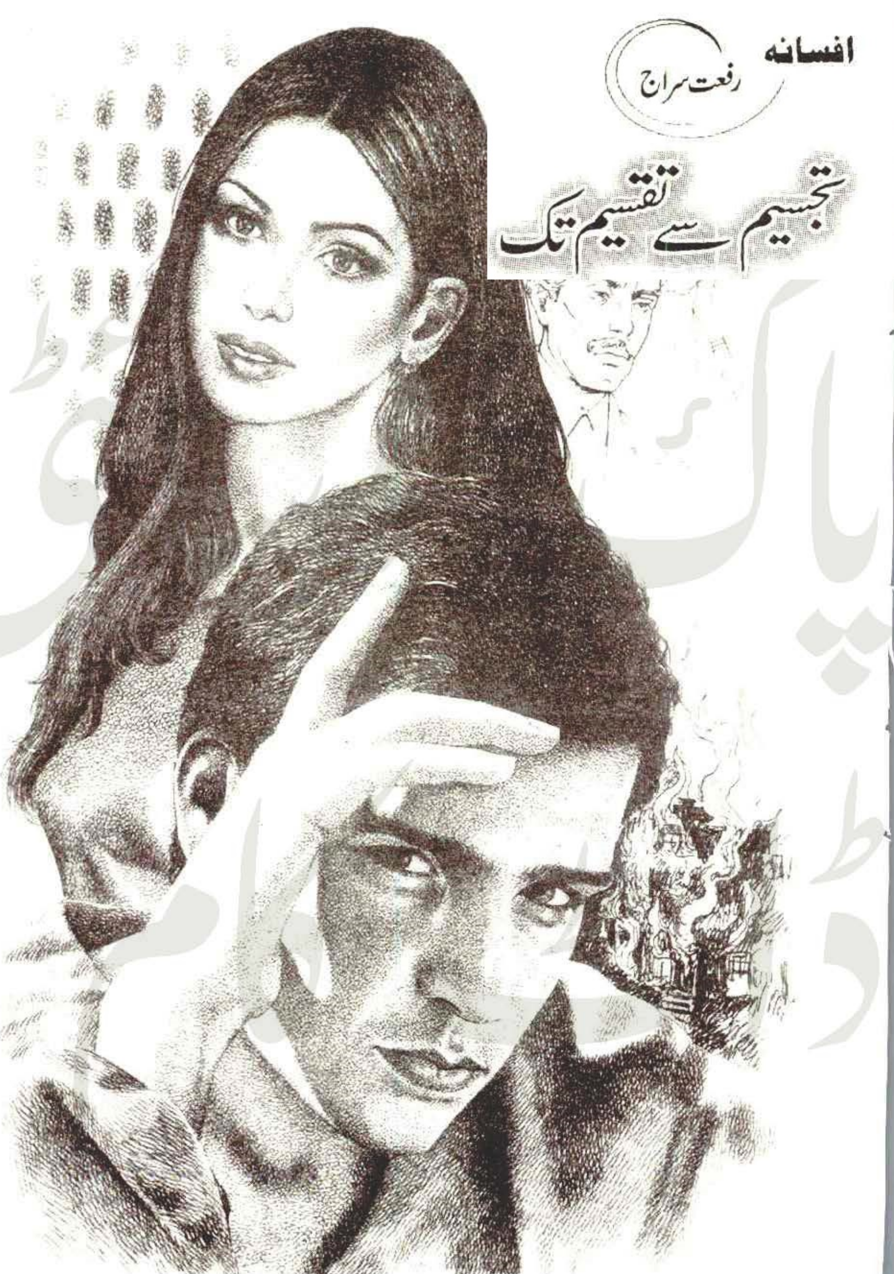

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

افسانہ

رفعت سراج

تجسیم سے تقسیم تک

مرد دنوں ہفتوں گھر سے دور رہے تو بیوی کو فکر ہونا چاہیے۔ انہوں نے تو ڈور کاٹ کر پتنگ اُڑا دی تھی۔ اور کٹی پتنگ جو مرضی لُوٹ لے۔ میں چار گھنٹے لیٹ آؤں تو ''گُل غٹئی'' میری جان کو آ جاتی ہے۔ چار گھنٹے کا Viva دینا پڑتا ہے۔ ہمارے باپ نے دس سال......

سوچ کے در وا کرتا، ایک لازوال افسانہ

چاروں بھائی بالکل خاموش سر جھکائے بیٹھے تھے ان کا استغراق، رعب وجلال دیکھ کر یوں گمان ہوتا تھا گویا کوئی قدیم قبائلی جرگہ کسی نازک اور حساس نوعیت کے معاملے پر فیصلے سے پہلے کے عظیم تفکر سے نبرد آزما ہو۔ دل اور عقل کی کشمکش اپنے نقطۂ عروج کو چھو رہی ہو۔ یا یہ کہ شیکسپیئر کا کھیل کلائمکس پر پہنچ کر کمزور دل حاضرین کی زندگیوں سے کھیل رہا ہوں۔ ایک غیر متوقع انجام کے انتظار میں سانسیں بار بار راستہ بھول رہی ہوں۔

چاروں بھائیوں کے سامنے پانچواں دس سالہ بھائی تبصیر یوں ٹکر ٹکر دیکھ رہا تھا جیسے نوشیرواں کے دربار میں انصاف کی قوی اور مستحکم اُمید نے چاروں اور اَن دیکھے گلاب مہکا دیے ہو۔ بے گناہ کسی خلجان وفشار سے آشنا ہی نہ ہو۔

چاروں بھائی غور وفکر کے عمل سے گزرتے ہوئے ایک نگاہِ غلط اپنے اس ننھے بھائی پر ڈالنا نہیں بھولتے تھے جو درحقیقت ان کے زور آور، بااختیار، غنی اور صاحبِ دل باپ کا عظیم الشان تحفہ تھا۔ وہ مرحوم باپ جو ترکے میں بے بہا دولت کے ساتھ ساتھ ایک عدد بھائی بھی عنایت کر گیا تھا۔

چند روز قبل جو اپنے قدموں پر مستحکم چلتا تھا۔ جس کے تنے ہوئے گھنے کمان ابرو اس کے صاحبِ ثروت ہونے کا اعلان کرتے محسوس ہوتے تھے۔ جو لفظ 'میں' پر زور لگاتے ہوئے ساری توانائیاں صرف کر دینے کے درپے ہو جایا کرتا تھا۔

اچانک اس 'میں' پر قادرِ مطلق کا 'میں' غالب آ گیا۔ خان امیر خان نے رات کا کھانا کھاتے ہوئے اچانک دل پر ہاتھ رکھ لیا۔

شیطان اپنے سارے وسواس سمیت پرے ہو گیا۔ نقارۂ اجل سُنتے ہی اُس نے دوکان بڑھالی، اب بھلا اس کا کیا کام تھا۔ کام تمام ہوا تو اس کا کام بھی ختم ہوا۔

ستائیس سالہ ژالے کے فرشتوں کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کی کوکھ سے ہیرا چرا کر منہ موڑ کر جانے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

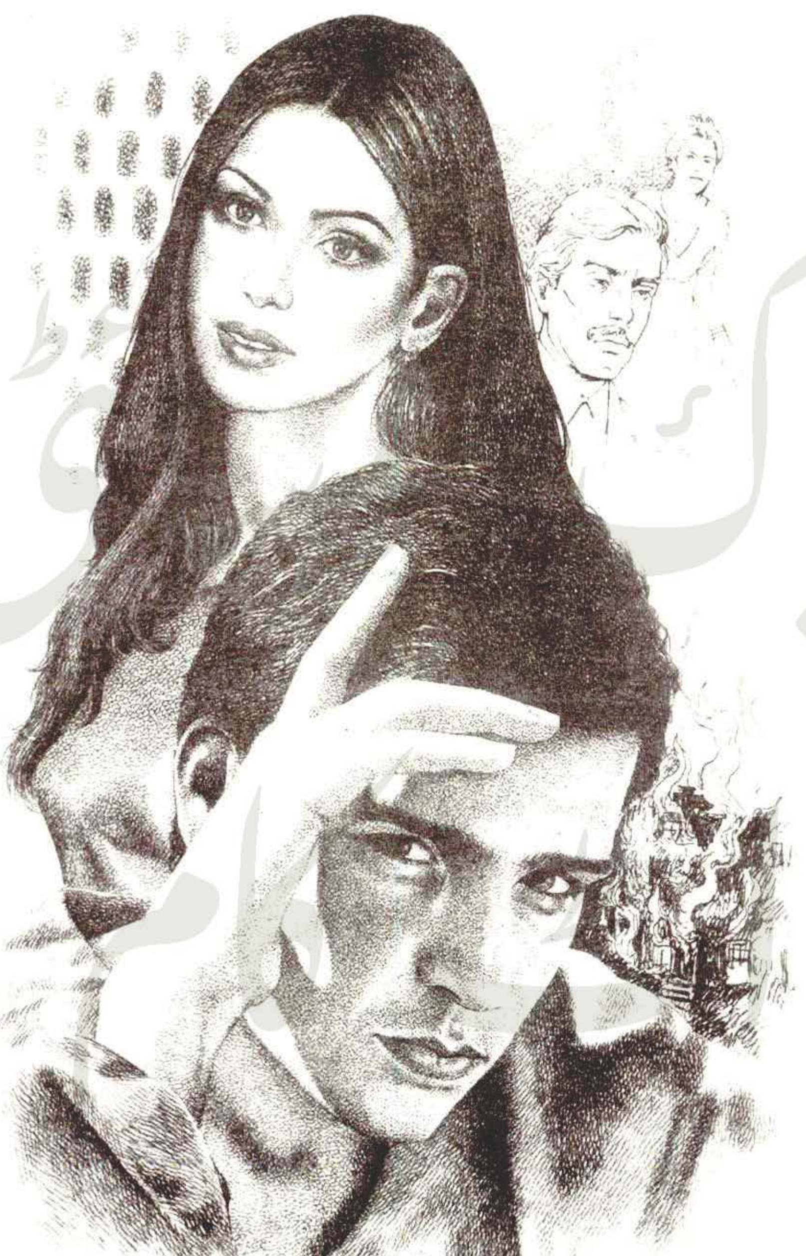

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

والا ستر سالہ امیر خان دنیا ہی سے منہ موڑ کر جا چکا ہے۔

''ستائیس سالہ جوانی تو ابھی اپنے لٹ جانے کا ماتم کر رہی تھی۔ جرم تھا تو بس اتنا کہ بیوی کو نامحرموں سے چھپاتے ہیں۔ خاندان سے تو نہیں چھپاتے اور تمہارے جیسے جری وخود مختار تو داشتہ بھی اعلانیہ رکھتے ہیں۔''

کسی نازک لمحے میں زبان پھسل گئی تھی۔ طبع شاہانہ کو اتنی ناگوار گزری کہ لمحوں میں فیصلہ ہو گیا۔

''وارث باپ کے گھر سے لائی تھی؟ داشتہ سے بچے پیدا نہیں کرتے۔ بچے بیوی پیدا کرتی ہے۔ چار شادی شدہ بیٹوں کے سامنے ایک دم لے جا کر کھڑا کر دوں؟ صبر نہیں ہوتا تجھ سے۔ چار دیواری، دولت، اولاد سب کچھ ہے۔ خاندان تو تیرا بیٹا بھی بنا سکتا ہے۔ برتھ سٹیفکیٹ پر باپ کا نام خان امیر خان لکھوایا ہے۔ پورا خاندان چھاپ دیا ہے۔ حرامی نہیں کہلوایا۔'' جائز حق کو بے صبری کی گالی دے کر اپنا بیٹا لے کر چلتا بنا۔ وہ کھڑی منہ دیکھتی رہ گئی۔

یوں جیسے گہری نیند میں سیلاب نے آ لیا ہو اور وہ جاگ کر بہتے پانی میں اپنی متاع ڈوبتی دیکھ رہی ہو۔

''امیر خان نے چاروں شادی شدہ بیٹوں، سالار خان، زوار خان، دلدار خان اور شان دار خان کے روبرو اپنے پانچویں بیٹے کو یہ کہہ کر پیش کیا کہ یہ تمہارا بھائی ہے۔ جسے میرے پانچویں بیٹے پر اعتراض ہو اسے میری وراثت پر بھی اعتراض ہونا چاہیے۔ جسے بھائی بوجھ لگے وہ وراثت بھی بوجھ کی طرح اُتار پھینکے۔ میرے گناہ ثواب کی وراثت قبول ہے تو جاگیر کی وراثت کا بھی مطالبہ کرو ورنہ ایک ایک رسی، کلہاڑی لے کر جنگل کی طرف نکل جاؤ اور اپنے اپنے بیوی بچوں کی روٹی روزی کا بندوبست کرو۔''

چاروں بیٹوں کو یوں لگا جیسے حشر کے میدان میں دربارِ خداوندی لگا ہو اور فیصلے پر فیصلے آ رہے ہوں۔

ستاروں کی طرح لاشمار انسان یوں بیٹھے ہوں جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

خان امیر خان کی بے حساب دولت سے ہاتھ دھونا ایسے ہی تھا جیسے وہ تن کے کپڑوں سے بھی محروم ہو گئے ہوں۔

چاروں نے اِسے اپنی ماں پر ظلم و بیداد سے تعبیر کیا مگر باپ کے سامنے زبان نہ کھولی۔ بوڑھی، خدمت گزار، شوہر کی زندگی میں مرجانے کی خواہش رکھنے والی ماں، جانے کس گھڑی خالی ہاتھ ہو گئی۔ شاید اُس کے فرشتوں کو کچھ خبر ہو گی۔

بھائیوں نے کڑے تیور سے ظلم کی اس نشانی کو پرکھا، تولا...... خاموشی اور مصلحت کی چادر اوڑھ کر طوہاً کرہاً باپ کی تجہیز و تکفین کی۔

ان کی انا نے گوارا نہ کیا کہ خاندان کے سامنے اپنے اس زبردستی کے شراکت دار کو متعارف کرائیں۔ کچھ سجھائی نہ دیا تو سر جوڑ کر بیٹھ گئے کہ اس تحفے کا کیا کریں؟ بیوگی کے صدمے سے نڈھال ماں کو اس وقت کیسے یہ خبر سنائیں کہ تیری عمر بھر کی وفاداریوں کا صلہ مل چکا ہے۔ جانے والے کو رو کر اپنے نصیب کو بھی رو لینا۔

''میرا خیال ہے۔'' گھمبیر خاموشی کی فلک بوس دیوار میں سالار کی آواز نے بہرحال شگاف ڈال دیا۔ باقی تینوں اس کا خیال سننے کے لیے مستعد ہو گئے۔ ''ہم چار بھائی باپ کے ترکے میں برابر کے حصے دار ہیں۔ اس لیے باپ کی چھوڑی ہوئی ہر ذمے داری میں بھی برابر کا حصہ ہونا چاہیے۔'' اتنا کہہ کر وہ رُکا اور بڑی نپی تلی نگاہ سے تبصیر کا جائزہ لیا۔

''آگے بولو۔'' زوار خان کو یہ لمحاتی خاموشی اتنی بوجھل لگی جیسے بوڑھے کاندھے پر جوان جنازے کا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

بوجھ۔

''یہ تین تین مہینے ہم چاروں کے گھر رہے گا۔''
نوشیرواں کی عدالت میں انصاف کا بول بالا ہوگیا۔ فیصلہ سن کر باقی تینوں بغلیں جھانکنے لگے۔ اپنی اپنی بیویوں کے متوقع ردِعمل کے پیشِ نظر کسی نے بھی فیصلے کی تائید و توثیق کی جرأت نہیں کی۔

''لالہ! یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ بہتر ہے تم اسے کسی اچھے ہاسٹل میں ڈال دو۔ اس کی ماں کا پتا کرو لالہ! یہ درخت سے ٹوٹ کر نہیں گرا۔ جس عورت کی فکر ہمارے باپ نے نہیں کی، اُس کی فکریں ہم کیوں کریں؟'' سالار نے شاندار کی بات کو بہت بے تکا جان کر قدرے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

دس سالہ تبصیر ماں کے ذکر پر جیسے تڑپ کر اپنی جگہ سے کھڑا ہوگیا۔

''مجھے ممی کے پاس جانا ہے۔''

''ممی بولتا ہے۔'' سالار نے تمسخرانہ مسکراہٹ کے ساتھ بھائیوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''کسی 'آنٹی' کی نام نہاد بیٹی ہوگی۔ کسی بیورو کریٹ پر ہاتھ صاف کرنے کے لیے 'آنٹی' نے بیٹی کو کیمبرج پڑھایا ہوگا۔ اتفاق سے ہمارے مرحوم باپ کے ہتھے چڑھ گئی۔''

تبصیر اپنے آنسو گلے میں اُتارتے ہوئے بڑی معصومیت سے بھائیوں کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اسے گمان بھی نہ گزرا کے اس کی ماں کی تواضع گالیوں سے ہو رہی ہے۔

''بیٹھ جاؤ...... اور یہ بتاؤ تمہاری ماں کہاں رہتی ہے؟'' زوار نے قدرے نرم لہجے میں کلام کیا۔

''وہ نانا کے گھر میں رہتی ہیں۔'' تبصیر کے گلے میں پھندے لگ رہے تھے۔ اٹک اٹک کر بولا۔ چھ فٹ سے اونچے، گھنی تلوار مارکہ مونچھوں والے بھائی اسے وہی 'اللہ بابا' دکھائی دے رہے تھے جس کا ڈراوا دے کر ماں اسے سُلانے کی کوشش کیا کرتی تھی۔

''بڑا بے غیرت نانا ہے۔ نواسے سے محروم ہوگیا اور ایف آئی آر بھی نہیں کٹوائی۔'' شاندار نے اپنی مونچھوں کی نوکیں سنوارتے ہوئے ہرزہ سرائی کی۔

''باپ نے اپنا بیٹا نکموں کے چنگل سے چھڑایا۔ کسی کے باپ میں اتنی ہمت تھی کہ امیر خان کا پر چاکٹواتا؟''

برادرانِ یوسف میں بھی بڑا، عقل و ہوش کی باتیں کرنے کی جرأت کر لیتا تھا۔ یہاں بھی یہی معاملہ تھا۔

''یہ ہمارا بھائی ہے اور یہ شہادت ہمارے مرحوم باپ کی ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے کسی شک و بحث کی گنجائش نہیں رہتی۔'' سالار خان نے پُراعتماد و مستحکم لہجے میں بات کی۔

''مجھے ممی کے پاس جانا ہے۔'' تبصیر پھر کھڑا ہوکر بے قرار لہجے میں گویا ہوا۔

''ممی کسی قابل ہوتی تو بابا تمہیں یہاں کیوں لے کر آتے؟ تم نے بابا سے کیوں نہیں بولا کہ مجھے اپنی ممی کے پاس رہنا ہے۔'' دلدار خان اب اپنی خاموشی سے خود ہی بیزار ہوکر جیسے پھٹ پڑا تھا۔

''بابا نے ممی کو بہت مارا تھا۔ مجھے ڈر لگ رہا تھا۔'' تبصیر کی آنکھوں سے اب بڑے تسلسل سے آنسو بہہ نکلے۔

''ہوں...... خاوند سے پٹنے والی عورت، سالی دو نمبر۔''

شاندار نے حقارت سے تبصیر کو سر سے پاؤں تک ناپا تولا۔ اسے معصوم چہرے پر بہتے آنسوؤں کو دیکھ کر بھی چنداں ترس نہ آیا۔

''گالی مت دو۔ باپ نے اُس عورت سے نکاح کیا تھا۔ تو اِس کو بیٹا مانا ہے۔ اور یہ کہہ کر دنیا

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

سے گیا ہے کہ یہ اس کا اپنا بیٹا ہے، ہمارا خون ہے۔ اور ہم لوگ خون بچانے کی خاطر خون بہاتے بھی ہیں۔ ایک بستہ ساتھ لایا ہے۔ اس میں اس کا برتھ سرٹیفکیٹ بھی موجود ہے اور ایک بند لفافہ بھی، جس پر لکھا ہے کہ اسے میرے مرنے کے بعد کھولا جائے۔''

سالار نے انکشاف کیا تھا یا جاغی میں ایٹمی دھماکہ، تینوں کی توجہ تبصیر سے یکسر ہٹ گئی۔ اپنی بے رحم اور دولت کی مستی میں چُور آنکھیں سالار کے چہرے پر گاڑ دیں۔

''ہم سے بھی راز پرہیز ہوتا ہے لالہ؟'' شاندار نے دل شکستگی کے ساتھ گلہ کیا۔

''ابھی تو گھر مہمانوں سے خالی ہوا ہے۔ اب مل کر بیٹھے ہیں تو ہر بات ہوگی۔ بابا کی سانس اُکھڑ رہی تھی، میں ان کے ہاتھ سہلا رہا تھا۔ بس آخری بات یہی کی کہ میرے بریف کیس میں کچھ خاص پیپرز ہیں۔ وہ دیکھ لینا۔''

''ارے کہیں جاگیر اس آسمانی بلا کے نام تو نہیں لکھ گئے؟'' شاندار خان بلبلا اُٹھا۔ شیطان کو اپنا مہلک ہتھیار استعمال کرنے کا شاندار موقع نصیب ہوا تھا۔

شک یقین کی قوت حاصل کرلے تو ایٹمی قوت بن جاتا ہے سالار کو چھوڑ کر باقی دو کے چہروں پر بھی ہوائیاں اُڑنے لگیں۔

''کہاں ہے وہ بریف کیس؟ جلدی سے لفافہ کھولو۔ لفافہ کھلنے تک تو جیسے اب کھانا پینا، سونا حرام ہے۔'' دلدار ابھی تک بہترین سامع ثابت ہوا تھا مگر اب اس پر ایسی عجلت سوار ہوگئی تھی گویا وہ چار قدم کے فاصلے پر اپنی ٹرین کو روانہ ہوتے دیکھ کر بھاگ کھڑا ہوا ہو۔

تبصیر نے اپنے آنسوؤں کا ماحاصل اتنی شقاوت و بے رحمی کی صورت پایا تو آنسو خود بخود تھم گئے۔

بریف کیس، لفافہ، بابا، جلدی...... یہ چار لفظ گول گول چکر کھانے لگے۔ معصومیت ورطۂ حیرت میں غوطے لگانے لگی۔ ٹکر ٹکر دنیا پرستوں کی صورت تکنے لگا۔

''آرام سے ...... باپ سے اتنی بدگمانی بھی اچھی نہیں ہوتی۔ اس غریب کا حصہ ڈالا ہوگا۔ ہمارا حصہ تو اسے نہیں دے سکتے تھے۔ اگر ایسا کچھ ہوتا تو اسے ہمارے بیچ چھوڑ کر نہ جاتے۔'' سالار خان نے چھوٹے بھائی کی کم عقلی کا تقریباً ماتم کر ڈالا، وہ خود بے حد پُرسکون تھا۔

''مگر پھر بھی پتا تو چلنا چاہیے کہ آخر اس لفافے میں ہے کیا؟'' دلدار خان نے اپنی عجلت کو تلخی کے پردے میں چھپانے کی کوشش کی۔ اسے سالار کا سکون شدید گراں گزر رہا تھا۔

''ایک منٹ! میں لے کر آتا ہوں، ورنہ تم لوگ اب مجھے کوئی دوسری بات نہیں کرنے دو گے۔'' سالار خان اُٹھ کھڑا ہوا۔

''میں......مم...... میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔'' تبصیر کی کمزور سی آواز میں مختلف اندیشوں کی بجلیاں کوند رہی تھیں۔ اسے چاروں بھائیوں میں گویا وہی اپنا خیر خواہ محسوس ہو رہا تھا۔ پہلی ملاقات سے لے کر اب تک وہی اسے اپنا اپنا سا لگا تھا۔

''میں کہیں نہیں جا رہا، تم آرام سے بیٹھو۔ میں دو منٹ میں آیا۔'' سالار خان نے من و سلویٰ کی طرح اُترنے والے پانچویں چھوٹے بھائی کے سر پر دستِ شفقت رکھتے ہوئے تسلی دی۔

وہ جانشین تھا، ذمہ دار تھا۔ خاندان اور خون کی اہمیت کو سمجھتا تھا۔ اس کی بیوی دو بیٹیاں پیدا کرنے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کے بعد مزید اولاد پیدا کرنے کے لیے نااہل ہوچکی تھی۔ میجر آپریشن سے پہلے وہ اس کی فرمائشوں پر اُسے مختلف مزاروں، پیروں، فقیروں کے آستانوں پر بھی لے کر گیا۔ اور وہاں اولاد کے لیے خاک چھاننے، تڑپنے والے وہ نیم پاگل لوگ دیکھے کہ وہ اپنی پیدائشی عشرتیں بھول کر خاصا خوفزدہ ہوگیا کہ آنے والے دنوں میں کہیں وہ خود بھی اس حال کو نہ پہنچے۔

''اے لڑکے! بیٹھو آرام سے۔ یہ بار بار ایک ہی راگنی سنانے کی ضرورت نہیں۔'' زوار خان کی گہری خاموشی کی وجہ شدید قسم کا ذہنی دباؤ تھا جس نے اس کی قوتِ گویائی کو حالتِ ضعف میں پہنچا دیا تھا پھر بھی اس نے معصوم جان کو ڈپٹ کر اپنا Stress شفٹ کیا۔

سالار خان لفافہ لینے اپنے بیڈروم کی طرف چل پڑا تھا۔ بھائی کی غراہٹ محسوس کر کے تبصیر دبک کر بیٹھ گیا تھا۔

''اس کو یہاں مونالیزا کی پینٹنگ کی طرح کیوں سجایا ہوا ہے۔ بے جی کے پاس چھوڑ دو۔'' دل دار خان کو تبصیر کی بار بار مداخلت کوئی معاندانہ کارروائی محسوس ہو رہی تھی۔

''بے جی صدمے سے چُور ہیں۔ اور یہ بلاسٹ ہے۔ کچھ ہوش کی دوا کرو دلدار خان۔'' شاندار نے ماں سے الفت کا بے ساختہ اظہار کیا تھا۔

''یہ سب انہی کی وجہ سے ہے۔ مرد دنوں ہفتوں گھر سے دور رہے تو بیوی کو فکر ہونا چاہیے۔ انہوں نے تو ڈور کاٹ کر پتنگ اُڑا دی تھی۔ اور کٹی پتنگ جو مرضی لُوٹ لے۔ میں چار گھنٹے لیٹ آؤں تو ''گل غنئی'' میری جان کو آجاتی ہے۔ چار گھنٹے کا Viva دینا پڑتا ہے۔ ہمارے باپ نے دس سال کا بیٹا پال پوس کر ماں کو گفٹ کر دیا۔ وہ آج بھی بے خبر ہے۔'' دل دار خان پورے کا پورا لفافے میں گھسا ہوا تھا۔ بری طرح پھٹ پڑا اور سارا غصہ اپنی سیدھی سادھی دیہاتی ماں پر انڈیل دیا۔

''بس...... ماں کو کچھ نہ بولنا۔ خبردار! تیرے منہ میں تیری بیوی کی زبان لگ گئی ہے۔'' سات سال بڑے زوار خان نے اچھی خاصی جھاڑ پلا دی۔

''آج تُو گل غنئی سے چھپ کر دوسرا نکاح

برصغیر کی عظیم ڈرامہ نویس

فاطمہ ثریا بجیا کی زندگی کی کہانی

سیدہ عفت حسن رضوی کی زبانی

ایک معرکتہ الآراء کتاب

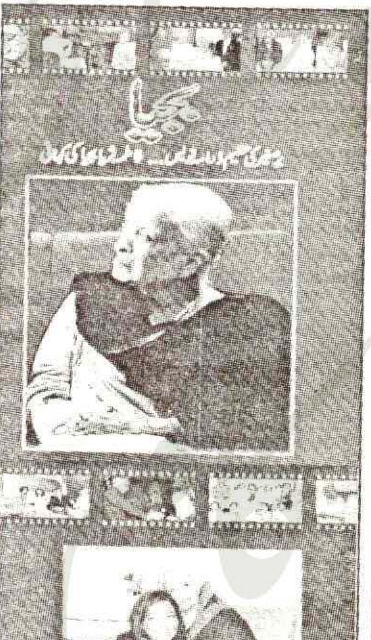

شائع ہوگئی ہے

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

کر لے تو کیا اُسے خبر ہوگی؟ اور اگر خبر بھی ہو جائے تو وہ تیرا کیا بگاڑ لے گی؟''

اس سے قبل بحث مختلف مراحل میں داخل ہوتی، تبصیر کا خوف سے کانپتا دل مزید تیز دھڑکتا، سالار خان باپ کا بریف کیس لیے ہوئے ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

تبصیر کی جان میں جان آئی، باقی تینوں کی روح فنا ہونے لگی۔ گویا خلائی شٹل عین ان کے سروں پر گرنے والی ہو۔

سالار خان نے ایک نظر تبصیر پر ڈال کر بریف کیس کے نمبر سیٹ کیے اور بریف کیس کھول دیا۔

''یہ بابا کا بریف کیس ہے؟'' شاندار خان کی بڑی بڑی آنکھوں میں بڑا خوفناک سا شک تھا۔

''ہاں۔'' سالار خان مختلف کاغذات کو اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔

''تمہیں اس کا لاک کھولنے کا نمبر بابا نے بتایا؟'' شاندار خان کے دماغ میں بچھو اپنی آل اولاد، اپنے اگلوں پچھلوں کے ساتھ سرسرانے لگے۔ رُوح مسموم ہونے لگی۔

''ہاں! جب انہوں نے لفافے کی بات کی تھی اس دن بتایا تھا۔ ان کی حالت ہی ایسی ہو رہی تھی کہ راز بوجھ بن رہے تھے۔'' سالار خان شاندار خان کی کیفیت سے یکسر بے خبر لفافہ نکال کر اُلٹ پلٹ کر رہا تھا۔ اب تبصیر بھی لفافے کی طرف یوں دلچسپی سے دیکھ رہا تھا جیسے اس میں سے اس کی پیاری ماں برآمد ہونے والی ہو۔ کیونکہ اب سارے بھائی اس کا پیچھا چھوڑ کر لفافے کی طرف متوجہ ہو چکے تھے اور تبصیر کو یکسر نظر انداز کر دیا تھا۔

بے چینیاں بامِ عروج کو چھو رہی تھیں۔ ذہنی، روحانی ارتکاز اس مقام منتہیٰ پر تھا جہاں ازل ابد کی بحث بے معنی ہو جاتی ہے۔ یوں...... گویا کسی تین دن کے فاقہ کش کو بعد تلاش بسیار روٹی ملے تو وہ بادشاہ کو سلام کرنا بھی پسند نہ کرے اور پیٹ کا جہنم ٹھنڈا کرنے میں لگا رہے۔

سالار نے لفافہ کھول کر ایک خوبصورت کڑک اور چکنا سفید تہہ شدہ کاغذ نکالا اور بھائیوں کے سامنے لہرا کر کھولنے لگا۔

''الستُ بربکم'' کی پہلی صدا سے پہلے کی ہولناک خاموشی طاری ہوگئی۔ تبصیر کی معصومیت نے اس ہولناکی کا کما حقہ ادارک کیا۔ دہشت زدہ ہو کر بلبلایا۔

''مجھے ممی کے پاس جانا ہے۔''

اگرچہ یہ بھی صدائے فطرت تھی، مگر اس وقت سماعتیں بہری تھیں۔

''بابا نے ہم چاروں کے نام یہ وصیت یا خط لکھا ہے۔'' سالار خان نے تبصیر کے علاوہ بنظر غائر تینوں کا جائزہ لیا۔

''پڑھ کے ایک طرف کرو یار۔ کیا پھندا گلے میں ڈال کر لیور کا پلگ نکال کر بھول گئے ہو۔'' دلدار خان بُری طرح اُلٹ پڑا۔

''کوئی لمبا چوڑا خط نہیں ہے، بس یہ لکھا ہے کہ تبصیر تم چاروں بھائیوں کی ذمہ داری ہے۔ اسے کوئی تکلیف نہیں ہونا چاہیے۔ سوئس اکاؤنٹ میں، ڈالرز، پونڈز، یورو، دینار پڑے ہیں اور وہ اس وقت تک پڑے رہیں گے جب تک تبصیر بالغ نہیں ہو جاتا۔ وہ میرے پانچ بیٹوں کی ملکیت ہیں۔ پانچوں کا برابر برابر حصہ ہے۔ اگر تبصیر کو خدانخواستہ کچھ ہوتا ہے تو یہ دولت ٹرسٹ میں جائے گی۔ باقی چاروں کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ زمینوں میں وہ میرے وارث ہوں گے۔

میرے غیر ملکی اکاؤنٹس کی تمام تفصیلات میرے قانونی مشیر بیرسٹر ذکا الرّب کے پاس محفوظ ہیں۔

WWW.PAKSOCIETY.COM

WWW.PAKSOCIETY.COM

وہی تبصیر کے قانونی گارڈین ہیں۔ مگر تم چاروں میرا خون ہو۔ تمھیں میرے پانچویں خون کی جان، مال، عزت کی حفاظت کرنا ہوگی۔

تبصیر کی ماں نے مرد کی انا کو زخم نہ لگایا ہوتا تو میں اس کے جوان ہونے سے پہلے اسے تم لوگوں کے سامنے لے آتا۔

میں مردوں کی طرح چار بیویاں بھی رکھتا تو یہ میرا حق تھا۔ اگر کسی بیٹے کو میری دوسری شادی پر اعتراض ہو تو وہ میری چھوڑی ہوئی وراثت میں حصہ چھوڑ دے اور اپنی روٹی کا بندوبست خود کرے۔ ہر معاملے میں بیرسٹر ذکا الرّب تم چاروں کو جواب دینے کے ذمہ دار ہیں مگر وہ پاکستان میں نہیں رہتے۔ تم میں سے جو اُن سے ملنا چاہے اسے ہوسٹن جانا ہوگا۔

ان کا پتا، سارے کونٹیکٹ نمبر اسی بریف کیس میں مل جائیں گے۔

اللہ تمہارا حامی و ناصر ہو۔

خان امیر خان۔"

سالار نے خط پڑھ کر دوبارہ تہہ کرنا شروع کر دیا۔ چاروں سر جھکائے غور و خوض کی کیفیت میں تھے۔ تبصیر کی سہمی سہمی نظروں میں اب بھی ماں کا عکس تھا۔

اتنے چھوٹے سے بچے کا باپ ایک بوڑھا مرد تھا۔ دادا کی عمر کا باپ، جو ہر ہفتے اس کے گھر ایک رات کے لیے آتا تھا۔ ایک رات کا بھی کوئی باپ ہوتا ہے۔ ماں کہتی تھی تو اس نے یقین کر لیا تھا کہ یہ ہفتے میں ایک بار شکل دکھانے والا اس کا باپ ہے۔

اسے تو ماں کے اکثر کہے گئے جملوں کی سمجھ ہی نہ آئی تھی۔ جو فون پر باتیں کرتے ہوئے بول جاتی تھی، اِس امر سے بے خبر کہ تبصیر بھی سُن رہا ہے۔ بے گناہ بھائی کی ضمانت اور باپ کے آپریشن کے لیے بہت پیسہ چاہیے تھا۔

وہ بھی پیسوں کی بات کرتی تھی۔ یہاں بھی پیسوں کی بات ہو رہی تھی۔ اسے اپنے اسکول بیگ میں رکھا ہوا سو کا نوٹ یاد آیا۔ جو اس کی پورے ایک ماہ کی بچت تھی۔

"میرے پاس Hundred Rupees ہیں۔ وہ میں آپ کو دے دوں گا۔" اس نے خوف سے گھٹتی آواز کو متوازن کرنے کی کوشش کرتے ہوئے بڑی بے ساختگی سے کہا تھا۔ معصوم روح نے اپنے کسی ناکردہ گناہ کی مد میں فدیہ دے کر جان چھڑانے کی بات کی تھی۔ چاروں بھائی اپنے اپنے خیال سے باہر آ کر حیرت سے تبصیر کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ جبکہ ڈالر، پونڈز، یورو، دینار میں اُلجھے ہوئے تھے۔ 100 PKR کی پیشکش موصول ہوئی تھی۔

سالار احساسِ ذمہ داری سے بوجھل تھا۔ معصومانہ بات اسے لمحاتی طور پر ہلکا کر گئی وہ مسکرا کر بھائیوں کی طرف دیکھنے لگا۔ جو آٹھ سال کے جانکسل انتظار کی اذیت میں بری طرح زنجیر ہو چکے تھے۔ سوچ رہے تھے تبصیر دس سال کا ہے۔ N.I.C بننے میں پورے آٹھ سال باقی ہیں۔

سوئس اکاؤنٹ میں پڑی دولت آٹھ سال بعد کتنی ہو چکی ہوگی؟

مرحوم باپ نے انتہا پسند بیٹوں کا مزاج آشنا ہوتے ہوئے تبصیر کے گرد غیر ملکی کرنسی کا پہرہ بٹھا دیا تھا۔

"اب اس کا آسان اور سادہ ساحل تو یہی ہے کہ تبصیر تین تین مہینے ہم چاروں کے گھر رہے گا۔ جس کے گھر تین مہینے رہے گا وہی اس کا سارا خرچہ برداشت کرے گا۔" سالار نے پہلے سے سوچا ہوا حل اب کھول کر سامنے رکھ دیا تبصیر تقسیم ہو رہا تھا...... باپ کے ترکے کی طرح۔

☆☆......☆☆

WWW.PAKSOCIETY.COM